زیارت ناحیہ

واقعہ کربلا کی نشر واشاعت میں قدرت اور خاندانِ رسالت کا اقدام

زبدۃ العلماء مولانا سید آغا مہدی صاحب قبلہ

سب سے پہلے یہ کہہ دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ عصر حاضر میں جو بحث علمی جرائد میں چھڑی ہوئی ہے اس کا تعلق اس زیارت سے نہیں ہے جس کو ہم عنوان سخن قرار دیتے ہیں۔ متنازع فیہ زیارت وہ ہے جس میں حضرت علی اکبر کو پہلا شہید قرار دیا گیا ہے اور ہم جس زیات پر تبصرہ کرنا چاہتے ہیں اس زیارت میں سب سے پہلے حضرت آدم پر سلام ہے۔ عموماً اسی زیارت کو زیارت ناحیہ ذاکرین کے بیانات میں کہا جاتا ہے۔ اور مقاتل (واقعہ کربلا کی کتابوں) میں کثرت سے اس کے اقتباسات ہیں اس محل پر جب کہ واقعہ کربلا کے بعد امام زین العابدین علیہ السلام کے سوا کوئی باقی نہ رہا اور وہ حضرت بھی قید وبند میں مدتوں اسیری کی زندگی بسر کرتے رہے۔ یزیدی مظالم کی نشر و اشاعت کیوں کر ہوتی یہ ایک مزید مصیبت تھی شہدائے کربلا کی ان کی سرفروشی کے بعد کم از کم قربانی کی شہرت کے ذرائع تو باقی رہتے اور اس طبقہ کو جو نا کہ بندی کی وجہ سے نصرت نہ کر سکا تھا بنی امیہ کی خون آشام تلوار اور تباہ کن مخالفت کا اندیشہ نہ ہوتا اور وہ کھل کر مصائب بیان کرتا۔ قرآن حکیم نے اس مقصد کی اجازت دی تھی۔ لا یحب اللہ لجھر بالسوء الا من ظلم۔ مگر آل رسولؐ کا نام لینا جرم تھا اس مستقبل کا امام حسینؑ کو بھی یقین تھا اور وہ اسی لئے اہل حرم کو ساتھ لے کر نکلے تھے کہ ان کی اسیری ان کے احتجاج قدم قدم پر میری مظلومیت کے وکیل بن کے رہیں اس پرُآشوب دور میں وارثوں کا سایہ سر سے اٹھنے کے بعد اسیری کی زحمت برداشت کرتے ہوئے اہل حرم کو ہر وقت یہ خیال رہا کہ ظلم کی داستان دلوں سے محو نہ ہو۔ سب سے پہلے چہار سالہ دختر اور یتیم لڑکی نے جلتے ہوئے خیمہ سے نکل کر باپ کے بالیں پر نوحہ پڑھا اور مصائب دہرائے۔ آل رسولؐ کے کمالات پر پردہ ڈالنے والے یہ نہیں دیکھتے کہ ہجوم غم میں بھی محمدؐ کی آل اس قدر ادب نواز ہے کہ بین کرتے ہوئے اشعار موزوں ہوتے ہیں اور نیزوں کی انیوں پر آگ کے شعلے ظلم کے دست تعدی اور لوٹ میں طبع ساتھ دیتی ہے اور فی البدیہہ نوحہ پڑھ کر وارثوں کے مقصد کو مکمل کرتے ہیں جناب سکینہؑ کا نوحہ اور مصائب کی ترجمانی۔

مات الفخار مات الجود والکرم
واغبرت الارض والافات والحرم

جناب زینبؑ تو عالمہ غیر معلمہ تھیں ان کی طلاقت لسان اور شیر فاطمہؑ کی علم افروز تاثیر اور نسل مدینہ حکمت کی گہر افشانی نے جو زلزلہ افگن خطبہ کوفہ کے بازار میں پڑھا اور پھر چھوٹی بہن جناب ام کلثومؑ کا خطبہ ثانیہ جس کو سن کر ایک طرف تو خاندانی فصاحت کا سکہ دلوں پر جمتا تھا دوسری طرف ناواقف اہل کوفہ کو فوج یزید کے جرائم کی فہرست سنادی۔ امام زین العابدینؑ کا دربارِ یزید میں خطبہ بھی اسی سلسلہ کی ایک مضبوط کڑی تھا جس نے یزیدیت کو زیروزبر کر دیا اور دشمن کی بزم میں سناٹا چھا گیا۔ اب کوئی طاقت یہ نہیں کہہ سکتی کہ حسینؑ قتل نہیں ہوئے۔

قدرت نے بھی ان پسماندگان اور بیوہ اور ایتام کا ساتھ دیا اور نشر واشاعت میں زمین وآسمان ایک کر دیا۔ ذاکرین نے الا قتل الحسین بکربلا کی ندا کو اس کثرت اور تواتر کے ساتھ منبروں پر پڑھا کہ حاضرین کو ترجمہ کی ضرورت باقی نہ رہی لیکن

اس کے غور کرنے والے کم ہیں کہ یہ صدا کہاں تک پہونچی اور اس کا مقصد کیا تھا۔ بے خبر طبقہ کو باخبر کر کے آسمان سے خون برسا یا چاند اور سورج میں قبل از وقت گہن لگا تاریک آندھیاں چلیں، زمین کربلا میں زلزلہ آیا اسلامی آبادی میں بیت المقدس کے پتھروں سے خون جاری ہوا۔ خون شہیداں میں پرندوں نے اپنے بال و پر رنگین کئے اور مدینہ میں خبر پہونچائی کیا لاؤڈ اسپیکر آج اس مقصد کو پورا کرتا ہے جو الاقتل الحسین کے آلہ نشر صوت نے پورا کیا اور ٹیلی گرام خبر رسانی میں زیادہ سے زیادہ شہادت کی اطلاع دیتا لیکن قدرت نے غراب کے ذریعہ خون ناحق کے قطرہ تک مدینہ بھیج دیئے۔ قدرت نے اس اہتمام کے ساتھ بنی نوع انسان کے دلوں میں ہمدردی پیدا کی تھی تو غیر جنس جنات کو غمگسار بنایا اور جنوں نے فضا میں نوحے پڑھے عبداللہ بن حسان کنانی نے صدائے جن سنی غلام عمر بن عکرمہ نے نصف شب کو مدینہ میں شب عاشور جنوں کا ماتم سنا۔ داؤد رقی صحابی امامؑ نے اپنے جد کی زبانی سنا کہ جن نوحہ پڑھ رہے ہیں۔ حضرت ام سلمہ نے جنّیہ کے غم آفریں اشعار سنے۔ بنی تمیم کا ایک بوڑھا شب عاشور کسی ٹیلہ پر بیٹھا ہوا تھا اس نے سات شعر ہاتف غیبی سے سنے جس میں ایک شعر یہ تھا۔

کان الحسین سراجاً یستضاء به

اللہ یعلم انی لم اقل زورا

حسینؑ ایک چراغ تھے جس سے عالم کسب ضیا کرتا تھا خدا جانتا ہے کہ میں غلط نہیں کہتا مرد پیر نے کہا خدا تجھ پر رحمت نازل کرے تو کون ہے آواز آئی کہ میں شہر نصیبین کا حاکم ہوں۔ میں حج سے پلٹ کر نصرت حسینؑ کے لئے جارہا تھا راستہ میں خبر شہادت سنی۔

زیاد قندی نے کہا کہ مجھ سے ایک عمارت بنانے والے کاریگروں (معمار) نے کہا کہ ہم نے صدائے جن سنی۔ مالک خزاعیہ اور ابانہ بن بطہ نے بھی نوحہ جن سنا۔ یہ تمام اشعار ناسخ التواریخ جلد ششم، ص ۳۹۵ سے تین صفحوں میں موجود ہیں۔

جنوں کی سوگواری جو حد تواتر کو پہنچ چکی ہے اور اس عموم سے کسی کو اختلاف نہیں مگر حسینؑ کی یہ اعلیٰ مظلومیت ہے کہ تقریر حاسم کے مولف نے زعفر جن کے واقعہ کو افسانہ کہا اس موضوع پر الواعظ میں سیر حاصل بحث ملاحظہ ہو۔ اس قدرتی اہتمام سے اہل بیت حسینؑ کے ٹوٹے ہوئے دل جڑتے رہے ورنہ ان کو حقائق کی ترجمانی کا موقع نہیں ملا۔ آج تیرہ سو برس گذرنے اور کتنے قرن کا فاصلہ ہوجانے کے بعد ہماری دینداری کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم شادی اور غم کسی موقع پر حسینؑ کو فراموش نہ کریں اور مواقع مسرت میں بھی غم حسینؑ کو شگون نیک سمجھیں اور اپنے قلمی مقالات میں شہادت حسینؑ کا تذکرہ کرکے اپنی طرف دنیا کے قلوب میں جذب پیدا کریں مگر امام حسینؑ کے بلافصل قائم مقام اور فرزند صابر امام زین العابدین علیہ السلام ایسے ماحول سے گذرتے ہیں کہ صحیفہ کاملہ کی پوری کتاب مکمل کرنے کے بعد بھی باپ کی مظلومیت کا اشارہ نہیں کرسکتے اگر کسی مناجات میں بھی ذکر آجائے تو شاید یہ صحیفہ زمین پر باقی نہ رہے۔ صحیفہ کے تحفظ میں جو اہتمام مریض کربلا کے ہاتھ سے ہوا وہ حالات صحیفہ میں دیکھو اور فیصلہ کرو کہ صحیفہ شہادت حسینؑ میں کچھ مواد پیش کرتا تو کہاں باقی رہ سکتا تھا مگر جس طرح دشمن کے دور میں قرآن حکیم میں آیات فضائل رہ گئے اسی طرح واقعہ کربلا صحیفہ کاملہ میں بھی خاموشی کے ساتھ موجود ہے۔ **اللھم انی اعتذر الیک من مظلوم ظلم بحضرتی فلم انصرہ** ۔ بار الٰہا میں تیری سرکار میں عذر خواہ ہوں اس مظلوم کے بارے میں جس پر میری آنکھوں کے سامنے ظلم وستم ہوا اور میں اس کی نصرت نہ کرسکا۔ امام حسینؑ سے زیادہ کون مظلوم ہوگا جس کی مدد نہ کرنے کا جذبہ دل میں اعتذار کی صورت میں رہ گیا اور اب ناظر بصیر کو یہ کہنے کا حق رہ گیا کہ جس طرح قرآن میں کھیٰعص میں پورا واقعہ کربلا سمٹ آیا ہے اسی طرح اس دعا میں حسینیت موجود ہے۔

افسوس ہے کہ تعارفی الفاظ میں کسی قدر طول ہوگیا مگر مقصد کی ادائیگی اس سرنامۂ بیان کے بغیر نہ ہوتی اولاً امام زین العابدینؑ

میں ہر معصوم نے واقعہ کربلا پر کچھ نہ کچھ ضرور کہا ثواب زیارت اجر گریہ وبکا وغیرہ وغیرہ ائمہ اہلبیتؑ کی زبانوں سے ہم تک پہنچا کاش مجھے خدا توفیق عطا فرماتا کہ اس اجمال کی تفصیل کروں خلاصہ یہ ہے کہ حضرت حجت کا دور شروع ہوا اور بارہویں امامؑ نے غیبت میں رہ کر واقعہ کربلا پر جو تبصرہ کیا وہ ایک احسان عظیم ہے شیعیت پر۔ زیارت ناحیہ میں کیا ہے اس کو خود اہل نظر سمجھ سکتے ہیں۔طول کلام کا خوف ہے اس لئے بہت مختصر بحث پر اکتفا کی جاتی ہے۔اس زیارت میں وہ جذبہ جس کو امام زین العابدینؑ کا ایسا قریب العہد الفاظ میں ظاہر نہ کر سکا، موجود ہے، جس سے غم کی اہمیت اور تاثر کا وزن محسوس ہوتا ہے حضرت فرماتے ہیں۔

لئن اخرتنی الدهر وعاقنی عن نصرک المقدور ولم اکن لمن حاربک محارباً فلا ندبنّک صباحاً ومساءً ولابکین لک بدل الدموع دماً۔

اگرچہ مجھے زمانہ کی گردش نے واقعہ کربلا کے بہت بعد پیدا کیا اور قضا وقدر نے امکان باقی نہ رکھا کہ میں آپ کی نصرت کرتا اور میں ان لوگوں میں نہ تھا جنھوں نے آپ سے لڑنے والوں سے جہاد کیا پھر بھی (اس کوتاہی) پر میں ہر صبح ومساء آپ پر نوحہ کروں گا اور میری آنکھوں سے خون کے آنسو جاری ہوں گے۔

یہ کلام امامؑ ہے جس میں مبالغہ کا لگاؤ نہیں ہے آپ کا ایسا صادق وعدہ کرتا ہے کہ ہر صبح وشام گریہ کروں گا۔اس وعدہ میں روز عید کا بھی استثناء نہیں ہے اور خون کے آنسو بہانے کا اعلان ہے اسلاف کی یاد اس کو کہتے ہیں اور نسلی اثرات اس کا نام ہے۔ نویں پشت میں ہمدردی کا جوش یوں ظاہر ہو رہا ہے کہ پوری عمر گریہ کے لئے وقف ہے۔ پھر شکوہ کروں گا اس دور کے کتب ضلال میں مجاہد اعظم کے مولف نے زیارت ناحیہ کے خلاف بھی مورچہ قائم کیا ہے۔ **فاعتبروا یا اولی الابصار**۔مگر تو یہ کلام امامؑ سے تصادم اور اس کی تضعیف ایسے خطا کار اور جہل پرور انسانوں سے نہیں ہو سکتی اس زیارت کے کثرت سے ترجمہ ہوئے اہل قلم نے شرح کی جس میں۔

۱۔ علامہ سید محمد رضا صاحب محمود آبادی نے جن کا دور حیات ۱۳۱۱ھ تک تھا کئی جلدوں میں شرح لکھی جس کا پتہ تذکرہ بے بہا میں بھی ہے۔

۲۔ سلطان المحققین تاج العلماء والمجتہدین سید علی محمد صاحب قبلہ مرحوم نے اردو ترجمہ فرمایا جو عظیم آباد میں طبع ہوا اور اس کا ایک نسخہ مخطوطات کتب خانہ ممتاز العلماء میں بخط مؤلف موجود ہے۔

۳۔ سید المحدثین مولانا سید علی صاحب قبلہ لکھنوی مؤلف مجالس علویہ نے ترجمہ کیا جو کتاب مذکور کے ساتھ چھپا۔

۴۔ مرزا دبیر مرحوم نے بھی اپنے ایک مرثیہ میں جو دفتر ماتم جلد چہارم، ص ۱۰۶ میں طبع ہوا ہے۔اس زیارت کا ترجمہ کیا ہے نمونہ سخن ملاحظہ ہو۔

ان جسموں پر سلام برہنہ تھے جو بدن
ان پر سلام جو کہ ہوئے دفن بے کفن
ان پر سلام قطع ہوئے تھے جو عضو تن
اس خون پر سلام جو تھا سیل موجزن
ان پر سلام ہے کہ جو سر جا بجا رہے
ان سے بدن جدا وہ بدن سے جدا رہے

۵۔ زیارت ناحیہ کا ایک ترجمہ منظوم میر عشق مرحوم کا ہے جو نظامی پریس سے شائع ہوا ہے۔

زیارت ناحیہ کی شرح کا تو مجھے نامساعدت زمانہ نے موقع نہیں دیا مگر زیارت کے ایک خاص مقام **تقطعها عسلان الفلوات**۔کی توضیح میں مکمل حصہ لے چکا ہوں اور زیارت کا وقار اپنی جگہ ثابت وبرقرار ہے۔والسلام۔آغا مہدی

ماخوذ از ہفتہ وار اخبار روشنی لکھنؤ محرم نمبر ۱۳۷۲ھ ص ۶،۷

❁❁❁